علامہ شمس الحق افغانی

سیرتِ نبویؐ اور مستشرقین

قسط ۴

۳۔ سوم غلط فہمی اس حدیث کے عدم فہم سے واقع ہوئی جس میں ارشاد ہے: امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الٰہ الا اللّٰہ فاذا قالوھا عصموا دمائھم واموالھم: میں مامور ہوں کہ لوگوں سے لڑوں اس وقت تک کہ توحید کا اعتراف کریں جب یہ اعتراف کریں تو انکی جان و مال محفوظ ہوئے۔ اس سے مستشرقین نے یہ غلط نظریہ جمایا کہ مسلمان تلوار ہاتھ میں لے کر گھومتا ہے۔ اور کافر سے یہ کہتا ہے کہ اسلام لاؤ۔ ورنہ تمہارے لئے تلوار ہے۔ ہم آیات و حدیث سے اسکی تردید کر چکے ہیں۔ حدیث مذکور کا تعلق میدان جنگ سے ہے کہ جب عین دوران جنگ میں کوئی کافر لا الٰہ الا اللّٰہ کہدے تو رک جاؤ اور اس سے مت لڑو۔ اگرچہ جان بچانے کیلئے کہے اور دل سے نہ کہے، حضرت اسامہؓ نے جب ایک شخص کے قتل کے متعلق یہ عذر پیش کیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تو نے اسکا دل چیرا تھا۔ ہم پوچھتے ہیں کہ اگر مستشرقین کا یہ متعصبانہ بلکہ مجنونانہ الزام درست ہوتا تو بدر کے قیدی جب گرفتار ہو کر آئے تو ان سے یہ کیوں نہ کہا گیا کہ اسلام یا تلوار۔ اور قرآن نے یہ حکم کیوں نازل کیا۔ کہ فاما منًّا بعد و اما فداءً یعنی قیدیوں پر احسان رکھ کر مفت چھوڑ دو یا فدیہ لیکر چھوڑ دو یہ نہ کہا گیا کہ اسلام یا تلوار۔

فتح مکہ میں جو تقریباً دس ہزار کفار قیدی پیش ہوئے تو یہ فرمایا گیا، لا تثریب علیکم الیوم۔ میں تمہارے اعمال پر تم کو ملامت بھی نہیں کرتا۔ بلکہ تم آزاد ہو اور یہ کیوں نہ کہا گیا۔ یا اسلام یا تلوار۔ ثمامہ رئیس یمامہ جب قید ہو کر آیا تو اسکو رہا کیا گیا۔ اس نے خود غسل کر کے اسلام لایا اور حضورؐ نے یہ کیوں نہ فرمایا کہ اسلام یا تلوار۔ خدا کا یہ ارشاد، وان جنحوا للسلم فاجنح لھا۔ (انفال) اگر کفار کا محارب فریق صلح کیلئے

جھک جائے تو تم بھی جھک جاؤ۔ اور یہ کیوں نہ فرمایا گیا کہ اسلام یا تلوار۔
لاینھاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروا الیھم و تقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین۔ تم کو اللہ ان کفار کے متعلق جو تم سے دین کی وجہ سے نہیں لڑے اور نہ تمکو ملک سے نکالا اس بات سے نہیں روکتا کہ ان کفار سے تم احسان کرو اور ان سے منصفانہ سلوک کرو اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ ان کافروں سے ایسا کیوں نہ کہا گیا کہ اسلام لاؤ ورنہ تلوار ہے۔ سورۂ نساء میں خدا کا یہ حکم قرآنی ہے۔ فان اعتزلوکم ولم یقاتلوکم والقوا الیکم السلم فما جعل اللہ لکم علیھم سبیلا۔ اگر وہ کفار تم سے کنارہ کریں پھر نہ لڑیں اور وہ تمہارے سامنے صلح کا پیغام ڈالیں تو اللہ نے تم کو ان پر حملہ کرنے کی راہ نہ دی ہے۔ قرآن حکیم اس قسم کے مضامین سے پر ہے جس سے یورپ کے اس مجنونانہ متعصبانہ غلط الزام کی تردید ہوتی ہے۔ عاقل کے لئے اس قدر کافی ہے۔ مناسب تو یہ تھا کہ یورپ والے اسلام کے ان احکام کو دیکھ کر اس کا احسان مانتے کہ اسلام کے رحیمانہ اور مہذبانہ قانون میں عین جنگ کے شعلوں کے دوران دشمنوں کی یہ رعائتیں دی گئی ہیں جنکی کسی مذہب اور خاصکر بائبل میں نظیر نہیں مثلاً دوران جنگ سول آبادی میں بوڑھی عورتیں تارک الدنیا درویش افراد پر ہاتھ اٹھانا اور ان سے لڑنا منع ہے۔ عین جنگ میں صلح کی پیشکش اگر دشمن کرے تو جنگ رک جائے گی۔ آتشی آلات سے مارنا منع ہے۔ لاتعذبوا بعذاب اللہ۔ آگ کے عذاب سے کسی کو عذاب نہ دو۔

۴۔ چہارم سبب جہاد اسلامی کے حقیقی مفہوم کے سمجھنے میں مسیحی یورپ کی غلط فہمی ہے جہاد عربی لفظ ہے۔ جس کے معنی لغۃً کسی مقصد کیلئے جدوجہد کرنے کے ہیں۔ اسلام قرآن اور سنت کی اصطلاح میں مالی و جانی و قولی جدوجہد کا نام جو سبیل اللہ میں ہو سبیل النفس یا سبیل القوم یا سبیل الوطن کی آمیزش سے پاک ہو جہاد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن و سنت نے جہاد کو اکثر مواضع میں جو ذکر کیا ہے۔ تو سبیل اللہ کے ساتھ ملا کر کیا ہے۔ وجاھدوا فی سبیل اللہ حق جہادہ پوری کوشش کرو اللہ کی راہ میں جیسے اس کا تقاضا ہے۔ ابوداؤد کی حدیث ہے۔ وجاھدوا بانفسکم و اموالکم والسنتکم۔ خدا کی راہ میں نفس مال اور زبان سے کوشش کرو۔ اب یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ سبیل اللہ کیا چیز ہے وہ نام ہے اللہ کے اس بین الاقوامی اور انسانی قانون عادلانہ کا ہے۔ جو خالص انصاف پر مبنی ہے اور جس میں کسی قوم اور ملک اور خاص نسل اور رنگ والے لوگوں کیطرف داری نہیں اور ہر جانبداری سے پاک ہے۔ اور سب عالم کے لئے یکساں مفید ہے۔

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین۔ ہم نے آپ کو وہ قانون دے کر بھیجا جو کل عالم کیلئے رحمت ہے۔ الحمد للہ الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا۔ (فرقان) ساری تعریف اس خدا کو ہے جس نے قرآن اتارا اپنے خاص بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تاکہ تمام عالم کو ظلم کے نتائج سے ڈرائے۔ یہی انسانی عمومی مفاد مقصد جہاد ہے۔ اللہ نے جہاد کا مقصد یہ بتلایا ہے۔ وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلیٰ وکلمۃ اللہ ھی العلیا۔ جہاد کے ذریعہ اللہ نے کافرانہ قانون کو پست کر دیا۔ اور اللہ کا قانون عادلانہ بلندی کے لائق ہے۔ حضور علیہ السلام والصلوٰۃ نے جہاد کرنے والے کی یہ تعریف کی ہے۔ من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا۔ جو اس لئے لڑے کہ اللہ کا قانون انصاف بلند و بالا رہے۔ ظاہر ہے ایسے عالمگیر قانون انصاف جس میں اللہ انسان اور حیوانات تک کے حقوق محفوظ ہوں۔ اسکی آزادی کے ساتھ اشاعت کی راہ میں ظالمانہ قوتیں حائل ہو جاتی ہیں۔ اور اشاعت حق کی آزادی سلب کرتی ہے۔ ان کو دور کرنے کی صورت میں حق و باطل عدل و ظلم کا معرکہ کارزار بھی شروع ہو جاتا ہے۔ اور قتال تک نوبت پہنچتی ہے۔ ایسی صورت میں کبھی اہل باطل حق کچلنے کیلئے حملہ کرتے ہیں۔ عہد نبوی کے غزوات میں اکثر ایسا ہوا۔ بدر، احد، خندق، حنین اسکی مثالیں ہیں، کبھی اہل باطل حق کی تباہی کے لئے تیاری کرتے ہیں۔ تو اہل حق کو قبل از وقت مدافعت کرنی پڑتی ہے۔ غزوہ موتہ و تبوک میں ایسا ہوا۔ اور کبھی راہ حق کی اشاعت کی رکاوٹ پیدا کرنے والی طاقتوں کو راہ سے ہٹا دیا جاتا ہے۔ تاکہ حق کو آزادی نصیب ہو، ایسی صورت میں ابتدائی سرگرمی زیادہ موثر ہوتی ہے۔ عہد نبوت کے سرایا میں اکثر ایسا ہوا۔ اس کو آپ ابتدائی اقدام سے موسوم کر سکتے ہیں۔ لیکن مقصد وہی ہے جو عرض کیا گیا۔

سورۃ انفال کے آخر میں ہے: والذین کفروا بعضھم اولیاء بعض الا تفعلوہ تکن فتنۃ فی الارض وفساد کبیر۔ سب کفار قومیں اللہ کے قانون عدل کے خلاف متحدہ محاذ کی صورت میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اگر تم حق و عدل الٰہی کیلئے جہاد نہ کرو گے۔ تو ساری زمین الٰہی حقوق کی بربادی یعنی فتنہ کی صورت میں پڑ ہوگی۔ اور عقیدہ و عمل کی شخصی آزادی ختم ہو جائے گی۔ انسانی حقوق ظلم کے ہاتھوں پامال ہوکر بڑا فساد برپا ہوگا۔ یہ فرق ہے دنیوی جنگوں میں اور جہاد میں۔ دنیوی جنگ تخریبی عمل ہے۔ جیسے ڈاکو کسی کا ہاتھ کاٹ دیتا ہے۔ اور جہاد اصلاحی عمل ہے۔ جیسے سرجن زہریلے پھوڑے کی وجہ سے مریض کا ہاتھ کاٹتا ہے۔ کہ باقی بدن محفوظ ہو جائے۔ افسوس کہ مستشرقین نے مسیحی اقوام کی تباہ کن آلات جنگ اور ایٹمی

آلات سے گذشتہ دو جنگوں میں اور موجودہ وقت میں ویٹ کانگ میں جو بم برسائے اور انسان حیوانات، نباتات عمارات تک کو تباہ کر دیا۔ اور وہ بھی صرف شیطانی مقصد کیلئے کہ قومی مفاد یا برتری ثابت ہو۔ اس پر اعتراض سے خاموش ہیں۔ اگر اعتراض ہے تو اسلام کے اصلاحی معمولی عمل پر جسمیں انسانیت کا عظیم تر مقصود پنہاں ہے۔ اگر اسلام میں دینی جبریت ہوتی تو ہزار سال یا اس سے زیادہ عرصہ تک عراق، مصر، شام اور ہندوستان میں اسلام نے حکومت کی۔ لیکن چاروں ملک میں بدستور عیسائی۔ یہودی۔ ہندو موجود رہے اور بڑے عہدوں پر فائز رہے۔ اور ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا کہ کوئی مسلمان تلوار لیکر اٹھا ہو اور اس نے کسی یہودی عیسائی یا ہندو سے کہا ہو کہ یا اسلام یا تلوار۔

برخلاف عیسائیوں کے سپین اور سسلی میں مسلمانوں کی آٹھ سو سال حکومت رہی، لیکن جب مسیحی اقتدار آیا۔ تو انہوں نے مسلمانوں کا نام و نشان بلکہ قبروں تک مٹا دیا۔

یہی حال موجودہ ہندوستان کا ہے۔ کہ انہوں نے اقتدار کے چند سالوں میں بیس لاکھ مسلمان قتل کئے۔ ایک کروڑ جلا وطن کئے، اور ہر روز ان کے فنا کرنے میں مصروف ہیں۔ لیکن پاکستان افغانستان ایران میں کسی ہندو یا سکھ کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ یہ اس دور انحطاط میں بھی اسلامی تعلیم کا اثر ہے۔ جو مشاہدہ کیا جا رہا ہے۔

اب ہم بائیبل سے جبر و اکراہ اور مذہبی جنگوں کے متعلق مختصر حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔ تاکہ معلوم ہو کہ جہاد اسلام سے مختص نہیں بلکہ بائیبل کا جہاد اسلام کے جہاد سے سخت ہے۔

۱۔ تورات کتاب استثنا باب ۲۰: حضرت موسیٰ کو خطاب ہے کہ جب تم کسی شہر میں داخل ہو یا اس کے قریب ہو تو ان کو صلح کی طرف بلاؤ اگر قبول کر دے تو اس کے سب رہنے والے تمہارے غلام ہوں گے۔ تم کو جزیہ دیں گے۔ اور اگر صلح قبول نہ کریں تو تمام مردوں کو قتل کرو اور عورتوں و بچوں کو اور مویشیوں کو اور جو کچھ شہر میں ہے۔ خاص اپنے لئے غنیمت بناؤ۔

۲۔ تورات کی کتاب عدد باب ۳۳ میں بنی اسرائیل کو خطاب ہے جب تم اردن سے گذرو اور تم کنعان میں داخل ہو تو وہاں کے تمام باشندوں کو ہلاک کرو۔ اور تباہ کرو ان کی مسجدوں کو۔

۳۔ تورات کتاب استثنا باب ۷: جس شہر پہ جہاد کرو تو مار دو ان کو یہاں تک کہ ان میں سے کوئی نہ بچے۔ اور ان کے ساتھ کوئی معاہدہ نہ کرو اور نہ ان پر رحم کرو۔ اسی طرح جہاد یوسع باب ۱۰ وصفر سموئیل باب ۱۲ و جہاد داؤد باب مذکور میں ہے: ان کو تیلنچی اور چھریوں سے کاٹو۔

۴۔ ۱۲ رسائل کا مجموعہ ۱۸۳۹ء بیروت میں چھپا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ رومانیہ کے کلیسا نے تیس ہزار دو سو پروٹسٹنٹ عیسائیوں کو پوپ نہ ماننے پر زندہ آگ میں جلایا ماخوذ از الجواب النسیح مالفقہ عبد المسیح لنعمان الوسی۔

قانون طلاق پر اعتراض: مستشرقین قبل ازیں اسلام کے قانون طلاق پر بھی اعتراض کرتے تھے۔ زمانہ کے عائلی ضرورتوں نے جب ان کو سبق سکھایا تو اسلام کے قانون فطری کی طرف رجوع کیا۔

<u>شراب نوشی</u>: مستشرقین پہلے تحریم شراب پر اعتراض کرتے تھے، لیکن اب قائل تحریم ہیں۔

۱۔ شراب اسلامی قانون کی نظر میں:۔ رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم ترحمون (قرآن مائدہ) شراب ناپاک اور شیطانی کاموں کا سرچشمہ ہے۔ اس سے دور رہو۔ اس میں شراب کی ناپاکی کو بیان کیا کہ شراب اور پاخانہ نجاست میں برابر ہے۔ لہذا شراب کا پیٹ میں جانا ایسا ہے جیسا پاخانہ پیٹ میں داخل کیا جائے۔ دوم یہ کہ اس کے پینے سے شیطانی اعمال وکردار کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اور انسانی صورت میں شیطانی اعمال کا سرچشمہ بن جاتا ہے۔ سوم یہ کہ شراب سے الگ ہونے میں دین و دنیا کی کامیابی ہے۔ ورنہ دونوں جہانوں کی ناکامی یقینی ہے۔ روح المعانی سورۂ بقرہ کی تفسیر جلد اوّل میں حضرت علی سے روایت ہے کہ اگر کسی کنویں میں ایک قطرہ شراب ڈالا جائے اور اس کنویں پر منارہ تعمیر کیا جائے تو اس منارے پر اذان نہ دی جائے۔ گویا شراب کی نحوست سے اذان جیسی مقدس چیز بھی آلودہ ہو جائے گی۔

۲۔ شراب اور صحت بدنی:۔ ڈاکٹروں کا تحقیقی ادارہ سوئٹزرلینڈ میں قائم کیا گیا۔ پوری تحقیق کے بعد شراب کی مضرات پر اس نے رپورٹ میں دلائل اور تجربات سے ثابت کیا کہ شراب سے عمر میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ حافظہ کمزور ہو جاتا ہے۔ ہاضمہ کا فعل ضعیف ہو جاتا ہے۔ دل سخت کمزور ہو جاتا ہے۔ اور اسی طرح بیشمار نقصانات لکھ دیئے جس کے اثر سے امریکہ نے ۱۹۲۷ء میں ان نقصانات کو نشر کرکے شراب کی بندش کی۔ لیکن جب برائی پھیل جاتی ہے۔ تو اس کا ازالہ ایمانی قوت سے ہوتا ہے۔ اس لئے کامیابی نہ ہو سکی۔ ڈاکٹر احمد بک نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام ہے کتاب اعلام الباحث بقبح ام الخبائث۔ جس میں یورپ کے ماہرین کے اقوال سے اس نے بیشمار بدنی اور جسمانی مضرات شراب نوشی کے ثابت کئے ہیں۔ تحریر کیا ہے کہ شراب نوشی اوّل میں چستی لاتی ہے۔ لبعد ازاں سستی۔ اس لئے جو مزدور دعمال شراب نوش ہیں،

مسلسل کام نہیں کر سکتے۔ بخلاف غیر شرابیوں کے کہ وہ مسلسل محنت برداشت کرنے کی اہلیت وقوت رکھتے ہیں۔

روحانی اخلاق کا زوال اور شراب نوشی | ۱۔ شراب نوش زوال نشہ کے بعد بزدل ہوتے ہیں۔ کہ ان کے دل پر ایک غلاف پیدا ہو جاتا ہے جس سے دوران خون میں رکاوٹ ہوتی ہے۔
۲۔ شراب نوش میں ضد زیادہ اور رحمت وشفقت انسانی کم ہوتی ہے۔ ۳۔ شراب نوشی استقلال کو ختم کرتی ہے۔ اور اس کے کردار اور گفتار میں تضاد واقع ہوتا ہے اور ناقابل اعتماد ہو جاتا ہے۔ ۴۔ مشکل کام کی ہمت شراب نوش میں کم ہو جاتی ہے۔ اور معمولی دباؤ سے متاثر ہوتا ہے۔ ۵۔ زنا اور عیاشی کیطرف میلان بڑھ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چین نے ہر نشہ بند کیا۔ ۶۔ روحانی اخلاق کیلئے بنیادی اساس عقل سلیم ہے۔ یہ شرف انسانی کا اصلی جوہر ہے۔ اور تمام کمالات و فضائل کا سرچشمہ ہے۔ شراب نوشی میں بار بار ازالہ عقل کی وجہ سے جوہر عقل انسانی کا اجلاء ختم ہو جاتا ہے۔ اور عقل اپنے اصلی کام خوف خدا اور خوف آخرت کے یقین وجزم اور اسکے مطابق عمل سے محروم ہو جاتی ہے۔ ۷۔ اندرون انسان میں سب سے بڑی اخلاقی حس حیاء ہے۔ جو صرف تمام حیوانات میں انسان کیساتھ مختص ہے۔ حیاء کیوجہ سے انسان ان فواحش و منکرات سے بچتا ہے۔ جو حیاء کے مقتضی کے خلاف ہے۔ جن اقوام یا افراد میں شراب نوشی پھیل جاتی ہے۔ تو ان میں وصف حیاء کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اور برے سے برے کام میں وہ قوم شرم محسوس نہیں کرتی۔ موجودہ مغربی اقوام کی تاریخ اور کردار سے یہ حقیقت بخوبی واضح ہو سکتی ہے۔ سان فرانسسکو میں جاپان کے ہتھیار ڈالنے پر فوجیوں نے شراب پی کر ہزاروں دوشیزاؤں کی عصمت دری کی اور بر سر بازار ان کو ننگا کر دیا۔ برطانیہ میں برائے اظہار بیحیائی مستقل ننگوں کی تعداد چھ لاکھ ہے۔ پاسبان ۲۰ر اگست ۱۹۵۲ء۔

۱۹۴۴ء کی جنگ میں امریکی فوجوں نے جاپانی ماؤں سے بیس لاکھ حرامی بچے پیدا کئے علاوہ خفیہ اور اسقاط کی صورتوں میں لیکن اسلامی فوجوں نے دنیا کا اکثر حصہ فتح کیا۔ لیکن زنا کا ایک واقعہ بھی پیش نہیں آیا۔ نوائے وقت لاہور ۱۰ر اکتوبر ۱۹۵۲ء۔

امریکہ میں سیراتن نام نوجوان کے ساتھ تین دوشیزاؤں نے سات مرتبہ زنا بالجبر کیا اور بچاس ڈالر بھی چھین لئے۔ پاسبان کوئٹہ ۸ر مئی ۱۹۵۲ء

شراب نوشی کا مالی نقصان | امریکہ کی سرکاری رپورٹ کے مطابق وہاں شرابیوں کی تعداد

۸ کروڑ ہے۔ جن میں ساٹھ لاکھ افراد سالانہ اپنی زندگیاں اس ام الخبائث کی وجہ سے ختم کر رہے ہیں۔ اور امریکہ شراب نوشی پر سالانہ تیس ارب بیس کروڑ ڈالر خرچ کرتا ہے۔ بہ تفصیل ذیل :

۱۔ عدم کارکردگی کے ضمن میں سالانہ دو سو کروڑ ۔ ۲۔ شراب کی وجہ سے بیماریوں پہ چار سو کروڑ سالانہ ڈالر۔ فساد و جرائم کی وجہ سے پچھتر کروڑ ڈالر ۔ ۳۔ قید خانے کے انتظام کے لئے چار سو کروڑ۔ میزان ۱۹ ارب بیس کروڑ ڈالر۔ امریکہ رپورٹ مندرجہ پاسبان۔ کوئٹہ ۱۷ستمبر ۱۹۵۷ء۔

ڈاکٹر احمد یک جبین نے قبح ام الخبائث میں ص۵۵ تا آخر یورپ کے مختلف ممالک کے حوالجات سے ثابت کیا ہے۔ کہ بیمہ انشورنش کمپنیاں بہت ملکوں میں شراب نوشوں کو بیمہ نہیں کراتی۔ کیونکہ شراب نوشی سے جلد اور اچانک موت واقع ہوتی ہے۔ اور بعض ملکوں میں بیمہ کرائی جاتی ہیں۔ لیکن شرابی اور غیر شرابیوں کے رجسٹر اور شرحیں الگ الگ ہوتی ہیں۔ تاکہ کمپنیوں کو نقصان نہ ہو۔

پاکستانی رقبہ میں انگریزی دور سے بتدریج شراب کا زیادہ استعمال ہونے لگا۔ اور جنگ ۱۹۶۵ء کی نسبت میں جنگ دسمبر ۱۹۷۱ء میں فوج میں شراب نوشی زیادہ ہوئی، جو شکست کا سبب بنی۔ گذشتہ جنگ میں جنرل ڈیگال نے صاف اعلان کیا تھا کہ ہماری فوج تعداد میں جرمن فوج سے زیادہ تھی لیکن ہم کو جرمن فوج نے نہیں بلکہ شراب نوشی نے شکست دی۔ پھر پاکستان جیسا غریب ملک جس میں عوام بھوک اور افلاس میں مبتلا ہیں۔ زرمبادلہ اور دولت کو شراب اور سگریٹ جیسی مضر صحت چیزوں میں صرف کرنا ملک کو تباہی کیطرف لے جانا ہے جبکہ چین اور بھارت جیسے لامذہب ملکوں میں شراب بند ہے۔ ویٹ کانگ میں امریکی فوج کی ناکامیابی باوجود ان کے پاس بے پناہ سامان جنگ کے اور ویٹ کانگ والوں کی بے سروسامانی کے صرف امریکی فوج کی عیاشی اور شرابی نوشی کا نتیجہ ہے۔ جسکی پاکستانی جیسی مفلس اور غریب قوم نقل اتار رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو بدل دیں تاکہ اللہ راضی اور ملک مستحکم و مضبوط ہو۔ پاکستان میں ترقی شراب ملاحظہ ہو۔

قیام پاکستان کے بعد اس رقبہ میں انگریزی دور سے شراب نوشی میں پانچ گنا اضافہ ہوا۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ۱۹۴۷ء میں پاکستان میں ایک لاکھ ۲۴ ہزار ۶ سو گیلن بیئر شراب استعمال کی جاتی تھی۔ لیکن ۱۹۶۰ء میں تین لاکھ ۵ ہزار تین سو چرانوے گیلن تک پہنچی پہلے دوسری شراب پاکستان میں کشید نہیں ہوتی تھی۔ مگر اب ایک لاکھ ۱۱ ہزار ۵۰۷ گیلن کشید وہ بھی کشید

کی جاتی ہے۔

۲۔ درآمد شراب بیرونی ممالک سے بذریعہ زرمبادلہ۔ ۱۹۴۷ء میں پاکستانی رقبہ میں شراب کی کل درآمد ۲ ہزار ۶ سو ساٹھ گیلن تھی۔ مگر اب ۹۲ ہزار ایک سو دس گیلن ہے۔ جو درآمد کی جاتی ہے۔ ناجائز طریقوں سے درآمد کردہ شراب اس کے علاوہ ہے۔ (ہفت روزہ المنبر لائل پور ۲۴ اگست ۱۹۶۲ء۔)

۳۔ سگریٹ کی کثرت کا یہ عالم ہے کہ صرف ملتان شہر میں یومیہ چھ لاکھ سگریٹ استعمال ہوتے ہیں جس کی قیمت یومیہ تیس ہزار روپیہ ہے۔ یعنی ماہوار تقریباً تین لاکھ روپے اور سالانہ ۳۶ لاکھ روپے صرف ایک شہر ملتان کا خرچ سگریٹ ہے۔ پورے پاکستان میں غیر ملکی کمپنیاں ہر سال پونے دو کروڑ روپیہ رائلٹی وصول کرتی ہیں۔ (کوہستان ۱۷ فروری ۱۹۶۸ء) ■■

بقیہ: (مولانا عبدالشکور) یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔

خطابت ۱۹۴۶ء میں مسجد محلہ درویش ہری پور میں ۳ سال تک خطابت کے فرائض انجام دیئے۔ ۱۹۴۹ء میں سی۔ ایم۔ اے آفس راولپنڈی میں مدرسہ علوم اسلامیہ میں مدرس اسلامیات کی اسامی پر تقرری ہوئی اور ساتھ ہی آفس میں درسِ قرآن کا سلسلہ شروع کئے رکھا۔ اگست ۱۹۵۲ء تک وہیں قیام رہا۔

سرکاری ملازمت ۱۳ اگست ۱۹۵۲ء میں گورنمنٹ ہائی سکول مانسہرہ میں مدرس عربی کی اسامی پر پہلی تقرری ہوئی۔ آپ نے ملازمت کے دوران پرائیویٹ امتحانات پاس کرنے کا سلسلہ جاری رکھا۔

ایم۔ اے عربی میں اوّل آئے ۱۹۶۲ء میں آپ نے رول نمبر ۹۴۵ کے تحت ایم۔ اے عربی کا امتحان دیا اور ۵۴۷ نمبر حاصل کر کے یونیورسٹی میں اوّل آئے، اور گولڈ میڈل حاصل کیا۔ آجکل آپ اپنی پرانی پوسٹ پر ہی گورنمنٹ ہائی سکول نمبر ۲ ہری پور میں تدریس میں مصروف ہیں۔

سلسلۂ بیعت شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ سے بیعت ہیں۔ ان سے والہانہ عقیدت و نسبت رکھتے ہیں اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔